رسول اکرم ﷺ کے جنگی ہتھیار اور لباس

محمد عبدالعلی اچکزئی *

سید باچا آغا**

یہ بات مسلم ہے کہ عصر حاضر میں امت مسلمہ غیر مسلموں کے سامنے ایک طرح سے بے بسی کا اظہار کر رہی ہے ،ان کی بے بسی کی ایک وجہ ان کی قیادتوں کا دفاعی تیاریوں سے غافل ہونا ہے، مسلمان قیادتوں نے عالم کفر کے عزائم کا صحیح ادراک نہیں کیا،آج دنیا کے غیر مسلم ممالک بالخصوص امریکہ اور یورپ نے اپنے اپنے اٹامک اور دیگر مہلک پروگراموں کی تخلیق، تعمیر اور ترویج کو نہ صرف جائز رکھا ہوا ہے، بلکہ متعدد قسم کے جہنمی اسلحے اور وسیع تر تباہی کے ہتھیار بنائے ہیں اور انہیں امت مسلمہ پر آزمائے بھی رہے ہیں اور انہی زبردست تباہی کے ہتھیاروں کے طفیل انہوں نے دنیا پر اپنی چودھراہٹ قائم کر رکھی ہے، لیکن مسلمانوں کے پاس اپنے دفاع کے لئے کسی بھی قسم کے روایتی اور جدید ہتھیار کے بنانے یا انہیں حاصل کرنے کا حق نہیں دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج مغرب سائنس اور ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر اپنی برتری جتانا اور کمزور قوموں پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے، لہٰذا مغرب کے اس جال سے باہر نکلنے کے لئے ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی میں برتری حاصل کرنا موجودہ حالات میں "فرض عین" قرار دیا جاسکتا ہے، مگر اس مقصد کے لئے ہمیں مغرب سے ہتھیار اور دیگر آلات ضروریہ کو خریدنے کے بجائے فنی اور تکنیکی مہارت حاصل کر کے ہر قسم کے ہتھیار اور آلات خود تیار کرنا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سے بہرہ ور کیا تھا(۱) مفسرین کے نزدیک علم الاسماء میں چیزوں کے نام ،ان کے خواص، علم کے اصول، صنعتوں میں استعمال ہونے والے آلات کی کیفیات ،ان اشیاء کی ایجاد واختراع وغیرہ شامل ہے(۲) گویا علم الاسماء وہی چیز ہے جسے جدید اصطلاح میں سائنس کا نام دیا جاتا ہے، کیونکہ سائنس تمام موجودات عالم اور ان کے آثار وخواص اور ان کی حقیقت سے بحث کرتی ہے۔

صنعت وحرفت اور فنون جنگ وغیرہ کے بارے میں نئے نئے طریقوں اور آلات حرب کا استعمال خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے غزوہ طائف کے موقع پر آپؐ نے دو نئے آلات حرب استعمال فرمائے ،جو بعض روایات کے مطابق حضرت سلمان فارسیؓ نے خود اپنے ہاتھ سے بنائے تھے ،ان میں سے ایک منجنیق تھی ،جسے اس زمانے کی توپ کہنا چاہیے اور دو دبابے تھے ،جنہیں اس دور کے ٹینک کہا جاسکتا ہے(۳)

غرض سائنس وٹیکنالوجی کا علم حاصل کرنا اور پھر اس کو انسانی فلاح وبہبود کے لئے استعمال کرنا غیر اسلامی اور غیر ضروری نہیں ہے، بلکہ یہ عین تعلیمات الٰہی ونبویؐ کے مطابق ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُو اَحَقُّ بِهَا (۴)

"حکمت مؤمن کی گمشدہ چیز ہے، جہاں بھی ملے وہ اسے لے لے، کیونکہ وہی اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے"

عالم اسلام کو کفری طاقتوں کی جانب سے درپیش اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنی جان

---

* پروفیسر، ڈین فیکلٹی آف ایجوکیشن اینڈ ہیومنیٹیز، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ، پاکستان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج، سریاب روڈ، کوئٹہ، پاکستان۔

ومال، عزت وآبرو اور گھر بار اور وطن ومملکت کے دفاع کے لئے ہر وقت تیار رہیں اوراس غرض سے جنگی ساز وسامان کے بنانے اور انہیں تیار رکھنے سے غفلت کا مظاہرہ نہ کریں، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَاَعِدُّوْالَھُمْ مَّااسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْھِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّاللّٰہِ وَعَدُوَّکُمْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِھِمْ لَاتَعْلَمُوْنَھُمْ اَللّٰہُ یَعْلَمُھُمْ (۵)

"تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی، کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھو اور ان کے سوا اوروں کو بھی"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ جصاص لکھتے ہیں:

امراللہ تعالیٰ المؤمنین فی ھذہ الأیۃ باعداد السلاح والکراع قبل وقت القتال ارھابا للعدووالتقدم فی ارتباط الخیل استعداد لقتال المشرکین (۶)

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو قتال کے وقت کی آمد سے پہلے ہتھیار اور گھوڑے پہلے سے تیار رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ دشمن کے دل میں ان کا خوف طاری ہو جائے، نیز بندھے رہنے والے گھوڑے پہلے سے تیار رکھنے کا حکم دیا گیا تاکہ مشرکین سے دودو ہاتھ کرنے کے لیے پوری تیاری ہو جائے".

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی لکھتے ہیں:

ھٰذہ الآیۃ تدل علی ان الاستعداد للجھاد بالنبل والسلاح وتعلیم الفروسیۃ والرمی فریضۃ(۷)

"یہ آیت جہاد کے لئے تیاری، اسلحہ، تیروں اور شہسواروں کی تعلیم کی تربیت پر دلالت کرتی ہے"

شیخ احمد ملا جیون فرماتے ہیں:

والحاصل انہ امر باستعداد السلاح والخیل لامراللہ تعالیٰ بابلغ وجہ واکدہ ففی الأیۃ دلیل علی کل ذلک(۸)

"خلاصہ یہ کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسلحہ اور گھوڑوں کی تیاری کا حکم بلیغ اور مؤکد انداز میں موجود ہے، آیت کے اندر ان سب کی دلیل ہے".

علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں، نبی کرم ﷺ کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا، سامان جہاد تھا، آج بندوق، توپ، ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروز وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون حربیہ کا سیکھنا، بلکہ ورزش وغیرہ کرنا سب سامان جہاد ہے، اسی طرح آئندہ جو اسلحہ وآلات حرب وضرب تیار ہوں، وہ سب آیت کے منشاء میں داخل ہیں (۹)

مولانا محمد ادریس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس آیت کی رو سے مسلمان حکومتوں پر جدید اسلحہ کی تیاری اور ان کے کارخانوں کا قائم کرنا فرض ہوگا، اس لئے کہ اس آیت میں قیامت تک کے لئے ہر مکان وزمان کے مناسب قوت وطاقت کی فراہمی کا حکم دیا گیا ہے، جس طرح کافروں نے تباہ کن ہتھیار تیار کئے ہیں، ہم پر بھی اسی قسم کے تباہ کن ہتھیاروں کا تیار کرنا فرض ہوگا، تاکہ کفر وشرک کا مقابلہ کر سکیں" (۱۰)

قرآنی آیت کے علاوہ احادیث سے بھی اعداد آلات حرب وضرب کی تاکید وترغیب ملتی ہے، ارشاد نبوی ہے:

وَاَعِدُّوْالَهُمْ مَّااسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الا انَّ القُوَّة الرمی الا انّ القُوّة الرّمی الا انّ القوة الرمی (۱۱)

''اور تیاری کرو کافروں کے ساتھ جنگ کے واسطے، وہ چیزیں جن سے تم قوت سے کرسکو، خبردار بیشک قوت تیراندازی ہے، خبردار بیشک قوت تیراندازی ہے، خبردار بیشک قوت تیراندازی ہے''

یعنی دشمن سے پنجہ آزمائی کے لئے جس تیاری کی ضرورت ہے، تیراندازی اس کا ایک بڑا حصہ ہے، آپؐ نے اس سے تیراندازی کے سوا دوسری تیاریوں کو طاقت اور قوت کا حصہ قرار دینے کی نفی نہیں کی، بلکہ لفظ کا عموم ان تمام آلات جنگ اور ہتھیاروں کو شامل ہے، جن سے دشمن کے مقابلے میں کام لیا جاسکتا ہے (۱۲)

دوسری روایت میں ارشاد ہے:

اِنَّ الله لیدخل بالسهم الواحدالثلا ثة الجنَّة صانعه یحتسب فی صنعته الخیر والرامی به والممد به (۱۳)

''اللہ ایک تیر پر تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے، اس کا بنانے والا، جس کے بنانے سے اس کی نیت خیر کی ہو، اس کا پھینکنے والا، تیسرا دینے والا تیر انداز کے ہاتھ میں''

اس حدیث سے بھی ہر قسم کی اسلحہ برائے جہاد بنانے، بنانے میں مدد دینے اور استعمال کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

سامان حرب کا بندوبست:

مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے استحکام کی خاطر نبی اکرم ﷺ جنگی مہمات کے لئے ہتھیاروں کا بندوبست بھی فرمایا کرتے تھے، آپؐ کے زمانے میں دو طرح کے ہتھیار استعمال ہوتے تھے، کچھ ہتھیار تو وہ ہوتے تھے جو ہر فرد کے اپنے ذاتی ہوتے تھے، اس ذاتی اور انفرادی اسلحہ کے علاوہ کچھ چھوٹا اور بڑا اسلحہ تھا جو ریاست کی ملکیت ہوتی تھی، جن میں ہر قسم کے چھوٹے ہتھیار کے علاوہ منجنیق اور دبابہ بھی شامل تھے، جنگی مہمات کے لیے ان ہتھیاروں کا بندوبست کس طرح فرمایا کرتے تھے، اس حوالے سے ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

> عہد نبوی کی تمام فتوحات اور بیشتر مہموں میں مسلمانوں کو اموال غنیمت میں متعدد چیزوں کے علاوہ تھوڑے بہت ہتھیار بھی ہاتھ لگتے تھے، ان کے حصول کی دو صورتیں تھیں، اول سلب کی صورت میں یعنی جنگ سے پہلے دوران مبارزت یا جنگ کے دوران عام مغلوبہ حملہ میں فاتح مسلم سپاہی اپنے مقتول دشمن کی ذاتی چیزوں کا جن میں ہتھیار بھی شامل ہوتے تھے، حقدار ہوتا تھا۔ دوسری صورت دشمن کی پسپائی یا شکست کی صورت میں کچھ مسلمان فاتح کو اجتماعی طور سے حاصل ہو۔ پہلی مہم سریہ نخلہ میں جس میں مسلمانوں کو کچھ مال غنیمت میں ملا تھا، غالباً ہتھیار شامل نہیں تھے، البتہ جنگ بدر میں اونٹوں، گھوڑوں، چمڑے کی کھالوں، کپڑے کے تھانوں اور روزمرہ کی ضروریات زندگی کے علاوہ کچھ ہتھیار (سلاح) بھی ہاتھ لگے تھے، جن میں تلواریں (سیوف) زرہ بکتر (دروع) کپڑے یا چمڑے کے خود (مِغفر) لوہے کے خود (بَیضة) نیزے (رمح) اور چھوٹے تیر یا حربی آبے (عَنَزة) وغیرہ شامل تھے، مآخذ میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ ان ہتھیاروں کی تعداد کتنی تھی اور نہ ہی یہ ذکر ملتا ہے کہ کہ آیا وہ مسلمانوں میں تقسیم کردیئے گئے تھے یا ریاست کے خمس میں ان کو مخصوص ومحفوظ رکھا گیا تھا، بہرحال کوئی بھی صورت حال رہی ہو، یہ امر مسلم ہے کہ مسلم مجاہدین کے سلاح خانہ میں خاصا اضافہ ہوا تھا اور اس سے ان کی حملہ کرنے کی طاقت بڑھی تھی، قریشی اشرافیہ سے دوسرے تصادم (غزوہ احد) میں مسلمان ہر قسم کے اسلحہ سے

لیس نظر آتے ہیں اور کم از کم سو مجاہدین زرہ بکتر پوش تھے ،اس کے علاوہ ان کے پاس کم از کم پچاس سوار بھی تھے۔
بہر حال یہود مدینہ اور خیبر وغیرہ سے مسلمانوں کو تصادم اور غزوات میں کافی ہتھیار مال غنیمت میں ملے تھے اور اس سے ان کے ذخیرہ حربی میں خاطر خواہ یا قابل قدر اضافہ ہوا تھا(۱۴)

مختلف غزوات میں بطور مال غنیمت حاصل شدہ ہتھیاروں کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں:

مذکورہ بالا مفصل بحث سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست اپنے سلاح خانے کے ذخیرہ کو ترقی دینے کی ہر ممکن کوشش کرتی تھی اور اس کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی تھی، لیکن اس بحث سے یہ غلط فہمی نہ پیدا ہونی چاہیے کہ اسلامی ریاست تمام تر ذخیرہ حربی صرف اموال غنیمت کے ذریعہ حاصل ہوا تھا، یقیناً وہ بھی ایک اہم ذریعہ تھا اور اس کے سبب اسلامی ریاست کے سلاح خانے میں خاصا اضافہ ہوا تھا، لیکن صرف وہی تنہا ذریعہ نہ تھا، اس کے حصول کے متعدد ذرائع تھے ۔ کیونکہ اسلامی فوج کے تمام ہتھیاروں کا اگر اموال غنیمت میں ملنے والے ہتھیاروں سے موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اس کی چوتھائی ضرورت کو بھی کافی نہیں تھے ،اس کے علاوہ یہ بھی ماخذ سے نہیں معلوم ہوتا کہ دس ہزار گھوڑے صرف جنگوں اور مہموں میں حاصل شدہ مال غنیمت کے نتیجہ میں حاصل ہوئے تھے ، بلا ریب گھوڑوں اور ہتھیاروں کی زیادہ تر تعداد خرید وفروخت کے ذریعہ حاصل کی گئی تھی ، مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ خمس کا ایک حصہ رسول کریمؐ ہتھیاروں اور گھوڑوں کی خرید پر صرف فرماتے تھے ،اس کے علاوہ دوسرے آلات حرب بھی بعض صلح پسند قسم کے ذرائع سے حاصل کئے گئے تھے ،ان میں مسلم امت کے چندوں اور عطیوں کا فیاضانہ حصہ تھا، مسلمانوں میں سے متمول افراد نے ہر اہم موقعہ پر دامے درمے اور قدمے عطیات دیئے تھے اور اسلامی فوج کو مسلح کرنے میں بھر پور مدد کی تھی۔

بہر حال مذکورہ بالا تجزیے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سات آٹھ سال کے قلیل عرصے میں اسلامی فوج ایک ٹوٹی پھوٹی ہتھیاروں سے تہی اور شہسواروں سے خالی اور غیر تربیت یافتہ وغیر منظّم فوج سے ترقی کرکے ایک منظّم ومرتب ہتھیاروں اور اسلحوں سے لیس شہسواروں پر مشتمل اور عظیم جنگی مشین میں ڈھل گئی تھی ،وہ اپنے وقت کی نہ صرف جزیرہ نمائے عرب میں ایک عظیم ترین فوج بن گئی تھی ، بلکہ غالباً پڑوسی ملکوں اور ریاستوں میں بھی کوئی ایسی جنگی قوت نہ تھی جو اس کی طاقت کا مقابلہ کرسکتی۔اس عظیم فوج نے نہ صرف اس سیاسی نظام کی بنیاد رکھی جس نے غیر منظّم ،وحشی اور نظم ونسق کے دشمن عربوں کو مدینہ کی مرکزی اسلامی حکومت کا فرمانبردار شہری بنادیا بلکہ وقت کے ساتھ ایک ایسی جنگی مشین میں ڈھل گئی جس نے کچھ مدت کے بعد عالمگیر فتوحات کے جھنڈے گاڑے"(۱۵)

رسول اللہ ﷺ کے جنگی ہتھیار:

فوج کے کمانڈر انچیف اور سربراہ اعلیٰ کی حیثیت خود آپؐ کی تھی ،آپؐ نے بنفس نفیس تقریباً ستائیس جنگوں کی قیادت فرمائی ،آپؐ ہتھیار بھی ساتھ رکھتے تھے ،اس لیے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں آپؐ کے زیر استعمال مختلف ہتھیاروں کے نام ملتے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) تلواریں:۔

حدیث اور سیرت کی کتابوں میں حضور ﷺ کے پاس گیارہ تلواروں کے نام ملتے ہیں ،امام ابن قیم جوزی نے ان میں سے نو تلواروں کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

کان له تسعة اسیاف: مأثور،وهواول سیف ملکه ورثه من ابیه ،والعضب،وذوالفقار -بکسر الفاء وبفتح

الفاء وكان لايكاد يفارقه وكانت قائمته وقبيعته وحلقته وذوائبته وبكرانه ونعله من فضة ،والقلعى ، والبتار،والحتف ،والرّسوب ، والمخذم ،والقضيب وكان نعل سيفه فضة ومابين ذلک حلق فضة وكان سيفه ذوالفقار تنفله يوم بدر وهوالذى أرى فيها الرؤيا ودخل يوم الفتح مكة وعلى سيفه ذهب وفضة(۱۶)

”آنحضرت ﷺ کے پاس نو تلواریں تھیں ،ایک کا نام ماثور تھا، یہ وہ پہلی تلوار تھی جس کا آپؐ مالک بنے ، یہ تلوار آپؐ نے اپنے والد سے وراثت میں پائی تھی ، دوسری عضب (کاٹنے والی) اور تیسری ذوالفقار۔ فا کے زیر اور قاف کے زبر کے ساتھ ۔ یہ وہ تلوار تھی جسے نبی اکرم ﷺ ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے ، اور کسی وقت بھی اپنے آپ سے علیحدہ نہ کرتے تھے ، اس تلوار کا دستہ ، قبضہ ، حلقہ ، علاقہ اور دیگر لوازمات چاندی کے تھے ، اس کے علاوہ قلعی ، بتار ، حتف (موت) رسوب (وہ تلوار جو مضروب میں گھس جائے) مخذم (جلدی سے کاٹنے والی) اور قضیب نام کی تلواریں بھی آپؐ کے پاس تھیں ، قضیب کی نعل چاندی کی تھی ، اس کے علاوہ اس کا حلقہ بھی چاندی کا تھا۔ ذوالفقار آنحضرت ﷺ کو غزوہ بدر میں ملی تھی ، جسے آپؐ نے ملاحظہ فرمایا تھا ، جس دن آپؐ فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے اس تلوار پر نقرئی اور طلائی کا کام تھا“

عضب وہ تلوار ہے جب رحمت دوعالم ﷺ غزوہ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی اور اسی کے نام سے عصر حاضر میں پاک فوج نے ملک کے اندر موجود شر پسندوں کے خلاف اپریشن شروع کر رکھا ہے ، جس کا نام غالباً اسی تلوار کے نام پر ضرب عضب رکھا گیا ہے۔

ذوالفقار کے بارے میں وحید الزمان لکھتے ہیں :

ذوالفقار آنحضرت ﷺ کی تلوار کا نام ہے جو آپؐ نے حضرت علیؓ کو دی تھی ، اس میں چھوٹے چھوٹے خوبصورت گڑھے تھے یا پشت کی ہڈیوں کی طرح جوڑ تھے ، اس کا حلقہ چاندی کا تھا ، بعضوں نے کہا یہ تلوار منبّہ بن حجاج کی تھی جو بدر کے دن اس کے بیٹے عاص کے پاس تھی ، حضرت علیؓ نے اس کو قتل کیا اور یہ تلوار آنحضرتؐ کے پاس لے کر آئے ، آپؐ نے وہ انہی کو دے دی اور حضرت علیؓ نے احد کے دن اسی سے کافروں کو دفع کیا ، بعضوں نے کہا اس کا لوہا جرہم قبیلہ کے زمانہ میں کعبہ کے پاس ملا تھا ، یہ تلوار اسی سے بنائی گئی تھی (۱۷)

امام ترمذیؒ نے شمائل نبویؐ میں ایک باب باب ماجآء فی صفة سیف رسول اللہ ﷺ کے نام سے رکھا ہے ، اس میں انہوں نے چار احادیث نقل کی ہیں ، جس میں نبی اکرم کے پاس چند تلواروں کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے :

عن انس قال كان قبيعة سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم من فضة(۱۸)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی“

محدثین کے نزدیک اس حدیث میں جس تلوار کا ذکر ہے ، اسے مراد ذوالفقار ہے۔

مذکورہ بالا نو تلواروں کے علاوہ آپؐ کے پاس مزید دو تلواروں کے نام ملتے ہیں ، ان میں سے ایک کا نام صَمصَامَة اور دوسرے کا نام اَللّحِیفُ ہے ، ان میں سے صَمصَامَةؐ عرب کے نامور پہلوان عمرو بن معدیکرب الذبیدی کی تلوار تھی ، خالد بن سعید اموی نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی ، سرور عالم ﷺ اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے ۔ (۱۹) مولانا وحید الزمان نے مجمع البحرین کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ صَمصَام اس تلوار کو کہیں گے جو خوب روانی کے ساتھ کاٹے اور مڑے نہیں ۔ (۲۰)

(۲) نیزے:

نبی اکرم ﷺ کے پاس مختلف قسم کے نیزے تھے، جن کی تفصیل ابن قیم نے کچھ اس طرح بیان کی ہے:

وکانت له خمسة أرماح يقال لأحدهم المثْوِى والآخر المثنى ،وحربة يقال لها :النبعة واخرى كبيرة تدعى:البيضاء و اخرىٰ صغيرة شبه العكاز يقال لها:العَنَزَة يمشى بهابين يديه فى الاعياد تركز امامه فيتخذها سترة يصلى اليها وكان يمشى بها احياناً (۲۱)

"آپؐ کے پاس پانچ نیزے تھے،ایک کانام مثوی اور دوسرے کانام مثنی تھا، نیز آپؐ کے پاس ایک حربہ تھا جس کانام نبعہ تھا،ایک اور بہت بڑا بیضاء کے نام کاحربہ تھا،ایک چھوٹا ساعکاز (وہ لاٹھی جس میں لوہے کی برچھی لگی ہو) کی شکل کا تھا جسے عنزة کہا جاتا تھا،اور عیدین کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے آگے آگے لے کر اسے چلتے تھے اور نماز میں آپؐ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا اور نماز کے لیے اسے سترہ بنالیا جاتا تھا،گاہے گاہے نبی اکرم ﷺ اسے لے کر باہر تشریف لے جایا کرتے"

اہل لغت کے نزدیک الرُمحُ بڑے نیزے اور الحَرْبَۃ چھوٹے نیزے (برچھی) کو کہا جاتا ہے،ابن قیم کے مذکورہ بالاعبارت میں اگرچہ ان دونوں قسم کے نیزوں کا مجموعہ پانچ بتایا گیا ہے، لیکن بعض دیگر سیرت نگاروں نے انہیں الگ الگ بیان کیا ہے، جیسا کہ محمد بن یوسف الصالحہ نے تصریح کی ہے کہ آپؐ کے پاس پانچ رماح یعنی بڑے نیزے اور پانچ حراب یعنی چھوٹے نیزے تھے، ان کے نزدیک آپؐ کے پاس پانچ بڑے نیزوں میں سے دو کے نام المُثوِی اور المُنثنیتھے، جبکہ باقی تین نیزے وہ تھے جو آپؐ کو یہودی قبیلہ بنی قینقاع کے ہتھیاروں کے ذخیرے سے حاصل ہوئے تھے (ان کے نام آپ نے ذکر نہیں کئے ہیں) اسی طرح آپؐ کے پاس موجود چھوٹے نیزوں کے نام النّبعة، البیضاء، العَنزة، الهدّ اور القمرة تھے۔(۲۲)

عنزہ نیزے کا تذکرہ متعدد روایات میں موجود ہے، مثلاً صحیح مسلم کی ایک روایت ہے:

عن عون بن ابى جحيفة اَنَّ اباه راٰى رَسُولَ الله ﷺ فى قُبَّة حَمْرآء من اَدَمَ وَرأيْتُ بِلالاً اَخْرَجَ وَضُوْ ءً ا فَرَأ يْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِکَ الْوَضُوْ ءَ فَمَنْ اَصابَ مِنْه شَیْءًا تَمَسَّحَ بِه ومنْ لم يُصِبْ مِنْه اَخَذَ من بللِ يَدِ صاحِبِه ثُمّ رَأيْتُ بِلالاً اَخْرجَ عَنَزَة فرَكَزَ ها وَخَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فى حُلَّة حَمْرآء مُشَمِّراً فَصلّى اِلىَ الْعَنَزَة بِالنَّاسِ رَكعتينِ ورأيتُ النَّاس وَالدَّواب يَمُرُّوْنَ بين يدَىِ الْعَنزَة(۲۳)

"حضرت عون ابی جحیفۃ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے سرخ شامیانے میں دیکھا اور میں نے بلالؓ کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اس کو لینے کے لیے جھپٹنے لگے، پھر جس کو پانی مل گیا اس نے بدن پر مل لیا اور جس کو نہ ملا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے ہاتھ تر کر لیا، پھر میں نے بلالؓ کو دیکھا انہوں نے برچھا نکالا اور اس کو گاڑا اور رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے اس کو (پنڈلیوں تک) اٹھائے ہوئے نکلے اور برچھے کی طرف کھڑے ہو کر لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے آدمیوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ وہ برچھے کے سامنے سے گذر رہے تھے"

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی آپؐ کے پاس ان نیزوں سے متعلق لکھتے ہیں:

"روایات کے مطابق رسول اکرم ﷺ کے پاس کئی چھوٹے نیزے تھے، جو آپؐ کو ہدیے میں ملے تھے، یا بطور غنیمت ہاتھ آئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان میں سے ایک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور دوسرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیہ کر دیا تھا اور تیسرا اپنے پاس رکھا تھا، وہ اسفار وغزوات کے

دوران ساتھ لے جاتے تھے اور نماز کے وقت بہ طور سترہ اس کا استعمال کیا جاتا تھا۔ عیدین کے موقع پر بھی وہ امام کے آگے بطور سترہ لگایا جاتا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے افسر حمل و نقل تھے، وفات نبوی کے بعد وہ خلفائے وامرائے وقت کے پاس آیا۔ (۲۴)

(۳) ڈھالیں:

نبی اکرم ﷺ کے پاس تین ڈھالیں تھیں، جن کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن قیم لکھتے ہیں:

وكان له ترس يقال له :الزّلُوق ،وترس يقال له :الفَتَق-قيل وترس اهدى اليه فيه صورة تمثال فوضع يده عليه فاذهب الله ذلک التمثال (۲۵)

"آپؐ کے پاس ایک ڈھال تھی، جس کا نام زلوق تھا، ایک اور ڈھال فتق کے نام سے آپؐ کے پاس موجود تھی، ایک تیسری ڈھال بھی تھی جو بطور ہدیہ آپؐ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی، اس ڈھال پر تصویر تھی جس پر آپؐ نے اپنا ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے وہ تصویر مٹادی"

زلوق، زلق سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے پھسل جانا، چونکہ یہ ایسی ڈھال تھی جس پر سے تلوار وغیرہ پھسل جاتی تھی، یعنی اس کو کاٹ نہیں سکتی تھی، اس لئے یہ نام دیا گیا تھا۔ (۲۶)

تیسری ڈھال جس پر بنی تصویر کی طرف امام ابن قیم نے اشارہ کیا ہے، اس کے بارے میں ابن سعد مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی، جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی نبی اکرم ﷺ نے تصویر کا ہونا ناپسند فرمایا، صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو دور کر دیا تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں:

عن عبدالله بن المبارک قال :اخبرنا عبدالرحمن بن يزيد بن جابر قال :سمعت مكحولاًيقول: كان لرسول الله ﷺ ترس فيه تمثال رأس كَبش فكره النّبى صلى الله عليه وسلم مكانه، فأصبح وقد اذهبه الله (۲۷)

(۴) کمانیں، ترکش اور تیر:

نبی اکرم ﷺ کے پاس چھ کمانیں تھیں جیسا کہ ابن قیم لکھتے ہیں:

وكانت له ستُّ قِسيّ:الزَّوراء ،والرَّوحاء ،والصفراء والبيضاء(شوحَط) والكتوم ،كُسِرت يوم احد فأخذها قتاده بن النعمان والسِّداد (۲۸)

"آپؐ کے پاس چھ کمانیں تھیں، زوراء، روحاء، صفراء، بیضا (اس کے لیے شوحط کا نام بھی استعمال ہوا ہے، ملاحظہ ہو! سبل الھدیٰ، ۵۷۹:۷، ابن سعد کے مطابق یہ درخت شوحط کی لکڑی کا بنا تھا) اور کتوم، کتوم غزوہ احد میں ٹوٹ گئی، چنانچہ حضرت قتادہ بن نعمانؓ نے اسے آپؐ سے لے لیا، جبکہ چھٹے کمان کا نام سداد (اس کا نام سبل الھدیٰ میں السُّداس آیا ہے، ملاحظہ ہو! ۵۷۹:۷) تھا"

کتوم، کتم سے ہے جس کا مطلب ہے "چھپانا" چونکہ تیر چلانے کے وقت یہ ہلکی آواز دیتی تھی اس لیے اسے کتوم کہا جاتا تھا۔ (۲۹) سداد کا مطلب ہے درست ہونا، چونکہ اس کمان کا تیر سیدھا نشانے پر جالگتا تھا، اس لیے اس نام سے موسوم ہوا تھا۔ (۳۰)

عن علي قال كانت بيد رسول الله ﷺ قوس عربية فرأى رجلا بيده قوس فارسية فقال ماهذه القها وعليكم بهذه واشباههاورماح القنا فانهما يزيد الله لكم بهما في الدين ويمكن لكم في البلاد (۳۱)

"حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک عربی کمان تھی، آپؐ نے ایک

آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارسی کمان تھی، حضور ﷺ نے اسے فرمایا، یہ کیا اٹھا رکھا ہے، اسے پھینک دو اور تم اس (عربی کمان) کو اور اس جیسی کمانوں کو ہی استعمال کیا کرو اور نیزوں کو اس لیے کہ انہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمہارے دین میں اضافہ فرمائے گا اور تمہیں شہروں میں غلبہ عطا فرمائے گا"

آپؐ کے پاس دو ترکش یا تیر دان (تیروں کے رکھنے کی تھیلیاں) کافور اور الجُمع کے نام سے موجود تھیں، جیسا کہ ابن قیم لکھتے ہیں:

وکانت له جَعبَة تدعیٰ الکافور----وکانت له کنانة تسمی :الجمع (۳۲)

حضرت مسعود بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے چودہ سو صحابہ کرامؓ کی معیت میں جب حدیبیہ پہنچے تو ایک کنارے پر جو کنواں تھا، وہاں اترے، لوگ آئے اور اس کنویں سے پانی بھرنا شروع کیا، پانی کی وہ قلیل مقدار جو اس کنویں کی تہہ میں تھی وہ چند لمحوں میں ختم ہو گئی، لوگ جب پانی کی نایابی کی وجہ سے پیاس کا شکار ہوئے تو دوڑتے ہوئے اپنے آقا کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور پیاس کی شکایت کی، نبی اکرم ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا، پھر حکم دیا کہ یہ تیر لے جاؤ اور اسے کنویں میں اتر کر اسے وہاں گاڑ دو جہاں پانی ہے، تیر گاڑنے کی دیر تھی کہ پانی کے فوارے ابل پڑے اور قلیل وقت میں وہ سارا کنواں لباب بھر گیا۔ (۳۳)

رسول اللہ ﷺ کا جنگی لباس:۔ دشمن سے لڑنے کے لیے جس طرح جنگی ہتھیار کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جنگی لباس کی بھی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ اس کے ذریعے مجاہدین دشمن کے وار سے اپنے آپ کو محفوظ کر سکیں، قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر احتیاط سے کام لینے کی ہدایت کی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا خُذُوْاحِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِیْعاً (۳۴)

اے مسلمانو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو، پھر گروہ گروہ بن کر کوچ کرو، یا سب کے سب اکٹھے ہو کر نکل کھڑے ہو

یعنی خیر اسی میں ہے کہ کہ تم اپنا ہر طرح سے بچاؤ اور اپنی خبرداری اور احتیاط کر لو، ہتھیاروں سے ہو یا تدبر سے، عقل سے ہو یا سامان سے اور دشمنوں کے مقابلہ اور مقاتلہ کے لیے گھر سے باہر نکلو، متفرق طور پر یا سب اکٹھے ہو کر جیسا موقع ہو۔ (۳۵)

اوائل عہد اسلام میں زرہ اور خود کا استعمال عام تھا، سیرت اور حدیث کی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بھی ان چیزوں کا تذکرہ ملتا ہے، جنہیں نبی اکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر استعمال فرمایا ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) زرہیں:

نبی اکرم ﷺ کے پاس جو زرہیں تھیں، ان کی تعداد سات بتائی گئی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) السُّغدِیّۃ:۔

یہ وہ زرہ ہے جو حضرت داود علیہ اسلام نے پہنی تھی، جب آپؑ نے جالوت کو قتل کی تھا، یہ زرہ بنی قینقاع کے اسلحہ کے ذخیرے سے ملی تھی۔

(۲) فِضَّۃٌ:۔

ابن سعد کی روایت کے مطابق یہ زرہ بھی آپؐ کو بنی قَیْنُقَاع کے اسلحہ کے ذخیرے سے ملی تھی۔

(۳) ذاتُ الفُضُول:۔

آنحضرت ﷺ کے ایک زرہ کا نام تھا، یہ نام اس کی کشادگی اور وسعت کی وجہ سے دیا گیا تھا، یہ وہ زرہ ہے کہ

جسوقت آپؐ غزوہ بدر میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے تو سعد بن عبادہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی، یہ لوہے کا تھا، یہی وہ زرہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے ابی شحیم یہودی کے پاس تیس صاع کے بدلے رہن رکھی تھی۔ یہ قرض ایک سال کے لیے تھا۔(۳۶)

اس زرہ کے بارے میں ابن سعد سے درج ذیل روایات منقول ہیں:

۱- عن محمد بن مسلمة قال رأيتُ على رسول الله ﷺ يوم احد درعين ،ذات الفضول ودرعه فضة ، ورأيت عليه يوم خيبر درعين ذات الفضول والسغدية -

”محمد بن سلمہؓ سے روایت کہ میں نے غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے بدن پر دو زرہیں ذات الفضول اور فضۃ دیکھیں، اور میں نے غزوہ خیبر میں آپؐ کے بدن پر دو زرہیں دیکھیں جن میں ایک ذات الفضول تھی اور ایک سغدیہ“

۲- عن جابر عن عامر قال اخرج الينا على بن الحسين درع رسول الله ﷺ فاذا هى يمانية رقيقة ذات زرافين، اِذا علّقت بذرافينهالم تمس الارض واذا أرسلت مست الارض-

”عامر سے روایت ہے کہ علی بن حسین رسول اللہ ﷺ کی زرہ نکال کر ہمارے پاس لائے، وہ بھی یمنی تھی، باریک حلقہ دار، جب اس کی کڑیوں کے بل لٹکا دیا جاتا تو زمین سے نہیں لگتی تھی اور جب چھوڑ دیا جاتا تو زمین سے لگ جاتی تھی“

۳- عن عائشة قالت قبض رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وان درعه لمرهونة فى ثلاثين صاعا وفي رواية بستين صاعا من شعير رزقا لعياله-(۳۷)

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپؐ کی زرہ تیس یا ساٹھ صاع جو کے عوض رہن تھی جو عیال کے نفقے کے لئے لیا تھا“

(۴) ذاتُ الوِشاح:

چوتھے زرہ کا نام ذاتُ الوِشاح تھا۔

(۵) ذاتُ الحواشی:

پانچویں زرہ کا نام ذاتُ الحواشی تھا۔

(۶) البُترآءُ:

یہ زرہ چونکہ چھوٹی تھی، اس لیے اس نام سے موسوم کیا گیا۔

(۷) الخِرنَقْ:

ساتویں زرہ کا نام الخِرنَق تھا۔

نیز صاحب سبل الھدیٰ امام شافعی اور دیگر ائمہ حدیث سے آپؐ کے کمر بند کے حوالے سے درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

انّ رسول الله ﷺ ظاهربين درعين يوم احد وكان له صلى الله عليه وسلم منطقة وهى التى يشد بها الوسط من اديم منشور فيها ثلاث حلق من فضة (۳۸)

”آنحضرت ﷺ نے جنگ احد میں دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں، اور حضور ﷺ کا ایک کمر بند تھا جس کے

ساتھ نبی اکرم ﷺ اپنی کمر باندھا کرتے تھے، یہ چمڑے کا ہوتا تھا،اس میں چاندی کے تین حلقے تھے"

(۲) خود:۔

خود لوہے کی بنی ہوئی ٹوپی ہوتی ہے جو لڑائی کے وقت سر کی حفاظت کے لیے اوڑھی جاتی ہے، جس کو عربی میں مغفر کہتے ہیں کیونکہ یہ سر کو ڈھانک لیتا ہے، جیسا کہ آکل ہیلمٹ ہوتا ہے،اس بارے میں ابن قیم لکھتے ہیں:

وکان له ﷺ مغفرمن حدید یقال له :الموشح --- ومغفَر آخر یقال له:السُّبوغ او:ذو السبوغ(۳۹)

حضورؐ کا لوہے کا بنا ہوا ایک خود مبارک تھا جس کا نام موشح تھا،ایک اور خود تھا جس کا نام السبوغ یا ذوالسبوغ تھا

سنن ترمذی اور حدیث کی دیگر کتابوں میں یہ روایت موجود ہے:

مالک عَنِ الزهری عن انسٍ قال دخَلَ النَّبیّ ﷺ عام الفتح وعلیٰ رأسه المِغفر (۴۰)

"حضرت انسؓ سے روایت کہ جب فتح کے سال (مکہ میں) آنحضرت ﷺ داخل ہوئے تو اس وقت آپؐ کے سر پر خود تھا"

اسی طرح غزوہ احد کے موقع پر بھی آپؐ نے خود پہنا تھا، جیسا کہ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن سهل انّه سُئل عن جُرح النَّبیّ ﷺ یوم احد فقال جُرِحَ وجه النَّبِیّ ﷺ وکُسِرَتْ رُباعِیَّته وهشِمَت الْبَیضَة علیٰ رأسِه (۴۱)

"حضرت سہل ابن سعدؓ ساعدیؓ سے احد کی لڑائی میں حضور اکرم ﷺ کے زخمی ہونے کے متعلق پوچھا گیا ،آپؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر زخم آئے تھے ،آپؐ کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور خود آپؐ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی (جس سے سر پر زخم آئے تھے،آپؐ کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور خود آپؐ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی جس سے سر پر زخم آئے تھے)"

حضور ﷺ کے علم:

علم سے مراد وہ جھنڈا ہے جو جنگ کے موقع پر فوج کے سپہ سالا اٹھایا کرتے ہیں، جھنڈے کو لغت میں الرایۃ اور لواء بھی کہتے ہیں، الرایۃ لشکر کے جھنڈے کو کہتے ہیں اور یہ لواء سے بڑا ہوتا ہے، کبھی کبھی یہ نیزہ پر باندھ لیا جاتا تھا اور کبھی لمبی لکڑی پر، سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ مختلف غزوات میں مختلف سپہ سالاروں کے ہاتھ میں یہ جھنڈے رہے ہیں،اوران کے رنگ بھی مختلف تھے، جیسا کہ درج ذیل روایات سے ثابت ہے:

آنحضرت ﷺ کا ایک بڑا جھنڈا تھا جو سفید تھا اور اس پر لکھا تھا لاالٰہ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدُرَّسُولُ الله ۔ایک اور جھنڈا تھا جو سیاہ تھا،ایک اور جھنڈا تھا جو خاکی رنگ کا تھا۔ حضور ﷺ کا سیاہ رنگ کا ایک جھنڈا تھا جو صوف کے کپڑے سے بنایا گیا تھا ،اس کا رنگ چیتے کی جلد کی طرح (سیاہ وسفید) تھا،اسے عقاب کہا جاتا تھا۔

اسی طرح مسدّد، عون سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں مجھے غالباً بکر بن وائل کے کسی شیخ نے بیان کیا کہ:

اخرج رسول الله ﷺ شقة خمیصة سوداء ذات یوم فعقد هنا علی رمح ،ثم هزها فقال:من یأ خذها بحقها فهابها المسلمون من اجل الشرط فقام الیه رجل فقال :أنا آخذ ها بحقها فما حقها؟ قال : تقاتل مقد ما ولا تَغْرُب بها من کافر (۴۲)

"حضور ﷺ نے کمبل کا ایک ٹکڑا نکالا ،اس کی رنگت کالی تھی ،اسے نیزے سے باندھا، پھر اس نیزے کو حرکت دی ،فرمایا کون ہے جو اس نیزے کو اس شرط پر لے کہ اس کا حق ادا کرے گا ،اس شرط کے باعث

مسلمانوں پر خوف طاری ہوا، کوئی آگے نہ بڑھا، آخر ایک آدمی بڑھا، عرض کی مین اس شرط پر نیزہ لیتاہوں کہ میں اس کا حق ادا کروں گا، یہ فرمایئے، اس کا حق کیاہے؟ فرمایا: اس کا حق یہ ہے دشمن پر حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھاجائے اور کسی کافر کی طرف پیٹھ کرکے پسپائی اختیار نہیں کی جائے گی"

عن جابر بن عبداللہ انَّ النَّبِیّ ﷺ دخل مکة یوم الفتح ولواءه ابیض(۴۳)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا"

عن ابن عباس ان رایة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کانت سوداء ولواءه ابیض (۴۴)

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بڑا جھنڈے سیاہ رنگ کا تھا اور لواء یعنی چھوٹے جھنڈے کا رنگ سفید تھا"

خلاصہ یہ کہ اگرچہ ہمارا یہ عقیدہ ہے اور اس پر یقین بھی کرنا چاہیے کہ جنگوں میں نصرت وفتح کثرت تعداد سے نہیں ہوتی، نہ عمدہ ہتھیاروں سے ہوتی ہے، بلکہ اس کا دارومدار معنوی طاقت پر ہے جو جنگ کرنے والوں کے دلوں پر حاوی ہو اور انہیں فداکاری اور قربانی پر آمادہ کرے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ سیرت نبویؐ سے ہمیں یہ سبق بھی ملتاہے کہ اپنے دفاع کے لیے کبھی بھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، دشمن سے جنگ کے لیے پوری تیاری کرنی چاہیے اور اس مقصد کے لیے ہر قسم کے مادی وسائل اور جدید آلات حرب وضرب کا اہتمام کرنا چاہیے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) البقرہ ۳۱:۲۔

(۲) البیضاوی، عبداللہ بن احمد الشیرازی، انوارالتنزیل واسرارالتاویل، مطبع لکھنوی، ۱۲۸۲ھ، ۴۶،۴۵:۱۔ طنطاوی جوہری، الجواهر في تفسير القرآن الكريم، مصر، مطبع مصطفی البابی، ۱۳۵۰ھ، ۵۲:۱۔

(۳) ابی الفداء اسماعیل ابن کثیر، البدایه والنهایه، مصر، مطبعۃ السعادہ، ۳۴۸:۴۔

(۴) ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، السنن، ابواب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة

(۵) الانفال ۶۰:۸۔

(۶) جصاص، ابی بکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، لاہور، سہیل اکیڈمی، ج ۳: ص ۶۸

(۷) رازی، فخرالدین محمد بن عمر، مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر)، دائرۃ العامرۃ، ۵۵۹:۴۔

(۸) شیخ احمد ملاجیون، التفسیرات الاحمدیه، پشاور، مکتبۃ حقانیہ، ص ۴۴۱

(۹) شبیر احمد عثمانی، فوائد القرآن (تفسیر عثمانی)، مدینہ منورہ، ۱۹۸۹ء ص ۲۴۴۔

(۱۰) محمد ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، لاہور، مکتبہ عثمانیہ، ۱۹۸۲ء، ۲۵۵:۳۔

(۱۱) مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمي والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه۔

(۱۲) جصاص، احکام القرآن، ۶۸:۳۔

(۱۳) ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن،، ابواب الجهاد، باب الرمي في سبيل الله

(۱۴) مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین، عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، بحوالہ نقوش رسول نمبر، لاہور، ادارہ فروغ اردو، ج ۵: ص ۵۶۷

(۱۵) ایضاص ۵۷۱،۵۷۰

(۱۶) ابن القیم الجوزیۃ، شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر،زادالمعاد في هدى خير العباد محمدؐ،پشاور،وحیدی کتب خانہ ج۱:ص۵۰

(۱۷) وحیدالزمان،لغات الحدیث،کراچی،میر محمد کتب خانہ،کتاب الفاء،ج۳:ص۱۰۳

(۱۸) الترمذی،محمد بن عیسیٰ،الشمائل االنبوية ،باب ماجآء في صفة سيف رسول الله ﷺ

(۱۹) الازہری،پیر محمد کرم شاہ،ضیاء النبیؐ،لاہور،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،۱۴۲۰ھ،ج۵:ص۵۹۹

(۲۰) وحیدالزمان،لغات الحدیث،کتاب الصادج۲:ص۹۸

(۲۱) ابن القیم الجوزیۃ،زادالمعاد،ج۱:ص۵۱

(۲۲) محمد بن یوسف الصالحہ الشامی،سبل الهدىٰ والرشاد في سيرة خيرالعباد ،القاهره ،۱۹۹۷ء، ج۷:ص۵۹۳

(۲۳) مسلم بن حجاج،الجامع الصحيح ،كتاب الصلوٰة ،باب سُتْرَة الْمُصَلِّي

(۲۴) ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی، تبرکات نبوی، کراچی، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز،ص۴۶

(۲۵) ابن القیم الجوزیۃ،زادالمعاد،ج۱:ص۵۱

(۲۶) وحیدالزمان،لغات الحدیث،کتاب الزاءج۲:ص۲۷

(۲۷) ابن سعد، محمد بن عبداللہ البصری،الطبقات الكبرىٰ، بیروت،دار صادر،ذکر درع رسول اللہ ﷺ ج۱:ص۴۸۹

(۲۸) ابن القیم الجوزیۃ،زادالمعاد،ج۱:ص۵۱

(۲۹) وحیدالزمان،لغات الحدیث،کتاب الکاف ج۴:ص۲۲

(۳۰) ایضاً،کتاب س ج۲:ص۶۸

(۳۱) ابن ماجہ،ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی الربعی،السنن ،ابواب الجهاد ،باب السلاح

(۳۲) ابن القیم الجوزیۃ،زادالمعاد،ج۱:ص۵۲،۵۱

(۳۳) محمد بن یوسف الصالحہ الشامی،سبل الهدىٰ والرشاد في سيرة خيرالعباد،ج۷:ص۵۹۴،مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابن ہشام،ابو محمد عبدالملک،السيرة النبوية، کوئٹہ،مکتبہ معروفیہ،ج۲:ص۱۹۳،۱۹۲

(۳۴) النساء۱۷:۴

(۳۵) عثمانی شبیر احمد،تفسير فوائدالقران الشهير بالتفسير العثمانى،مدینہ منورہ،شاہ فہد قرآن پرنٹنگ پریس،۱۹۸۹ء،ص۱۱۶

(۳۶) محمد بن یوسف الصالحہ الشامی،سبل الهدىٰ والرشاد في سيرة خيرالعباد،ج۷:ص۵۹۰

(۳۷) ابن سعد،الطبقات الكبرىٰ ،ذكر ترس رسول الله صلى الله عليه وسلم،ج۱:ص۴۸۹

(۳۸) سبل الهدىٰ والرشاد في سيرة خيرالعباد،ج۷:ص۵۹۲

(۳۹) ابن قیم الجوزی،زادالمعاد في هدى خير العباد،ج۱:ص۵۱

(۴۰) ترمذی،السنن ،ابواب الجهاد ،باب ماجآء في المغفر

(۴۱) بخاری،الجامع الصحيح ،كتاب الجهاد والسير،باب لُبس البيضة -

(۴۲) سبل الهدىٰ والرشاد في سيرة خيرالعباد،ج۷:ص۵۹۶،۵۹۵

(۴۳) ابن ماجہ،ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی الربعی،السنن ،ابواب الجهاد ،باب الرايات والالوية

(۴۴) ایضا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆